قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 21 اپریل 2021ء | 08 رمضان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 95

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ

(سورہ نور: 57)

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک اہم چندہ جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کا بھی ایک نصاب ہے اور معین شرح ہے عموماً اس طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح جنہوں نے جانور وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معین تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معین تعداد ہونے تک پر زکوٰۃ ہے۔ پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معین رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔ اب ہر عورت کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ضرور ہوتا ہے۔ اور بعض عورتیں بلکہ اکثر عورتیں جو خانہ دار خاتون ہیں، جن کی کوئی کمائی نہیں ہوتی وہ لازمی چندہ جات تو نہیں دیتیں، دوسری تحریکات میں حصہ لے لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کے پاس زیور ہے، اس کی بھی شرح کے لحاظ سے مختلف فقہاء نے بحث کی ہوئی ہے۔ .... اس لئے اس طرف بھی عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ بعض جگہ یہ بھی ہے کہ کسی غریب کو پہننے کے لئے زیور دے دیا جائے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوتی لیکن آج کل اتنی ہمت کم لوگ کرتے ہیں کسی کو دیں کہ پتہ نہیں اس کا کیا حشر ہو۔ اس لئے چاہئے کہ جو بھی زیور ہے، چاہے خود مستقل پہنتے ہیں یا عارضی طور پر کسی غریب کو پہننے کے لئے دیتے ہیں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس پر زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حضرت اماں جانؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ باوجود اس کے کہ غرباء کو بھی زیور پہننے کے لئے دیتی تھیں لیکن پھر بھی زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں۔ تو احمدی خواتین کو زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ اور جب عورتوں کی کوئی آمد نہیں ہوتی اور اکثر عورتوں کی آمد نہیں ہے تو ظاہر ہے پھر اس زکوٰۃ کی ادائیگی میں مردوں کو مدد کرنی ہو گی۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب بھی دینی ضروریات کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس زمانے میں بھی عارضی طور پر تحریک ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور پھر خلفاء کے زمانے میں بھی تو باوجود اس کے کہ زکوٰۃ لی جاتی تھی، ان تحریکات میں صحابہ بھی حصہ لیتے تھے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ جماعت میں چندوں کا ایک نظام جاری ہے اور جو چندے ادا کرتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہیں جو زکوٰۃ کی شرح ہے۔ بہرحال یہ بھی ایک فرض ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ کو ادا کرنا چاہئے۔ اور خاص طور پر جس طرح میں نے کہا عورتیں اس طرف توجہ کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کی رقم میں بھی کافی اضافہ ہوسکتا ہے۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 28 مئی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ قَيْسٍ، قَالَ قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

(بخاری کتاب الزکاۃ باب البیعۃ علی ایتاء الزکاۃ)

قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے ’زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

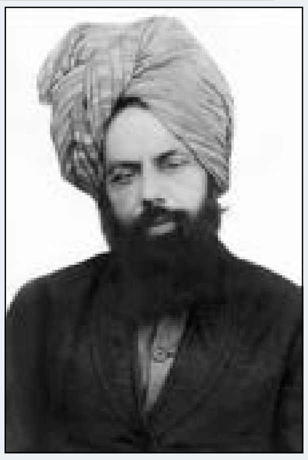

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سوا اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- نماز (منظوم)
- مادی اور روحانی زندگی
- دل کا برتن نیکیوں سے خالی نہ رہے

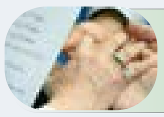

دربارِ خلافت

اس کی مزید وضاحت کہ حکمرانوں سے اختلاف کی صورت میں کیا کیا جائے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اس کی مزید وضاحت کہ حکمرانوں سے اختلاف کی صورت میں کیا کیا جائے؟۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ کیا حکمران صرف مسلمان ہیں جن کی اطاعت کرنی ہے۔ یا یہ جو حکم ہے یہ دونوں کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمایا؟ آپ نے پہلے خلفاء کی بابت فرمایا کہ ’’مَیں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بناؤ خواہ کوئی حبشی غلام ہی تم پر حکمران کیوں نہ ہو۔ جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ لوگوں میں بہت بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ تم میری سنت اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا۔ تَمَسَّکُوْابِہَا۔ تم اُس سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے، اسی طرح اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستے کو نہ چھوڑنا جو میرا ہے یا میرے خلفاءِ راشدین کا ہوگا‘‘۔ مسند احمد بن حنبل کی یہ حدیث ہے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند العرباض بن ساریہ جلدنمبر 5 صفحہ 842۔ حدیث نمبر 17275 عالم الکتب بیروت 1998)

اور دنیاوی حُکّام کی بابت کیا تعلیم ہے؟ یہ بخاری میں ہی ہے۔ فرمایا کہ ’’تم میرے بعد ایسے حالات دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ بے انصافی ہوگی‘‘۔ (اس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ جو دنیاوی حکام ہیں یہ اُن کے لئے ہے۔) ’’تمہارے حقوق دبائے جائیں گے اور دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ اور ایسے امور دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایسے حالات میں آپ ہمیں حکم کیا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اُن کا یعنی ایسے حکمرانوں کا حق اُنہیں دینا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا‘‘۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن۔ باب قول النبی ﷺ ستروں بعدی اموراً تنکرونہا حدیث نمبر 7052)

مسلم میں بھی اس سے ملتی جلتی ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خواہ حکمران بہت ظالم اور غاصب ہو، اُس کی اطاعت کرنی ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ باب فی طاعۃ الامراء وان منعوا الحقوق حدیث نمبر 4782)

پس ظالم حکمران کی بھی اطاعت کا حق ادا کیا جائے۔ اُس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے اور اُس کی اطاعت سے انکار نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس کی تکلیف اور شر کے دور کرنے اور اُس کی اصلاح ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور تضرّع کے ساتھ دعا کی جائے۔

ایک احمدی کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اُس نے کن شرائط پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی ہے؟ شرط دوم مثلاً یہ ہے کہ ’’جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے‘‘۔

اور چوتھی شرط یہ ہے کہ ’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’وَالْفِتْنَۃُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (البقرۃ: 218) اور بغاوت کو پھیلانا یعنی امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑھ کر ہے‘‘۔

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن۔ جلد 6 صفحہ 255)

فرمایا کہ ’’اُولِی الْاَمْر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے‘‘۔

(ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

پھر فرمایا کہ ’’خدانخواستہ اگر کسی ایسی جگہ طاعون پھیلے جہاں تم میں سے کوئی ہو تو مَیں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے قوانین کی سب سے پہلے اطاعت کرنے والے تم ہو۔ اکثر مقامات میں سنا گیا ہے کہ پولیس والوں سے مقابلہ ہوا۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کے قوانین کے خلاف کرنا بغاوت ہے جو خطرناک جرم ہے۔ ہاں گورنمنٹ کا بیشک یہ فرض ہے کہ وہ ایسے افسر مقرر کرے جو خوش اخلاق، متدیّن اور ملک کے رسم و رواج اور مذہبی پابندیوں سے آگاہ ہوں۔ غرض تم خود اِن قوانین پر عمل کرو اور اپنے دوستوں اور ہمسایوں کو اِن قوانین کے فوائد سے آگاہ کرو۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد اول۔ صفحہ 134۔ جدید ایڈیشن)

پھر ایک دفعہ کالج میں، یونیورسٹی میں ایک ہڑتال ہوئی۔ اُس کے بارہ میں فرمایا کہ ’’مفسد طلباء کے ساتھ شمولیت کا جو طریق اختیار کیا ہے یہ ہماری تعلیم اور ہمارے مشورہ کے بالکل مخالف ہے۔ لہٰذا وہ اس دن سے اس بغاوت میں

بقیہ صفحہ 8 پر

نماز

اللہ کیا عجیب یہ نعمت نماز ہے
دنیا و دین میں باعثِ راحت نماز ہے
حکمِ خدا یہ ہے کہ پڑھو مل کے پانچ وقت
افضل عبادتوں میں عبادت نماز ہے
پھر یہ بھی حکم ہے کہ جماعت کے ساتھ ہو
اس طرح اور جاذبِ رحمت نماز ہو
بہرِ نمازِ جمعہ یہ ہو اہتمامِ خاص
سب جان لیں کہ وجہِ مسرّت نماز ہے
لازم ہے ذوق و شوق برائے نمازِ عید
یہ مومنوں کی مظہر شوکت نماز ہے
جو ظلمتِ گناہ کو آنے نہ دے قریب
وہ نورِ حق ، وہ شمعِ ہدایت نماز ہے
بیمار کو مزہ نہیں ملتا طعام کا
دل صاف ہو تو موجبِ لذت نماز ہے
پھیلا ہوا ہے اس کا اثر دو جہان میں
جس کو نہیں زوال وہ دولت نماز ہے
اس کے سوا اب اور ذریعہ کوئی نہیں
قُربِ خدا کی ایک ہی صورت نماز ہے
کافی ہے بہر امت عاصی بس اتنی بات
تسکینِ قلب شافعِ امت نماز ہے
صحت ہو یا مرض ہو حضر ہو کہ ہو سفر
مومن کی روح کے لئے فرحت نماز ہے
لازم ہے یہ ادا ہو خشوع و خضوع سے
بے شبہ اِک وسیلۂ جنت نماز ہے
جرم و سزا سے ہم کو بچاتی ہے روز و شب
فضلِ خدا سے دافعِ زحمت نماز ہے
ظاہر ہے اس سے دوستو رُتبہ نماز کا
آرامِ جانِ ختمِ رسالت نماز ہے

(حیات حضرت مختار صفحہ 306-307)

حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؔ شاہجہانپوری صاحبؓ

اداریہ

مادی اور روحانی زندگی

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو نظام جاری فرمایا ہے اس میں مادی نظام کے ساتھ ساتھ روحانی نظام کو بیان کیا ہے۔ جیسے مادی سورج اور روحانی سورج (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ)، مادی چاند اور روحانی چاند (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام)، مادی ستارے اور روحانی ستارے (صحابہ رسول ﷺ)، اسی طرح مادی پانی اور روحانی پانی (جیسے الہام اور وحی وغیرہ)۔

پانی زندگی کی علامت ہے خواہ وہ زندگی مادی ہو یا روحانی۔ ابھی چند روز قبل ناسا نے مریخ (Mars) پر مشین ایسی جگہ اُتاری ہے جہاں کسی وقت پانی کے آثار تھے۔ وہ اس جگہ زندگی کے آثار جاننے کی کوشش میں ہیں۔

چونکہ قرآن کریم کا علم بہت وسیع ہے اور مطالعہ کے دوران بعض نئے مضامین کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے وسیع و عریض اور گہرے سمندر میں نئے نئے موتی اور سیپ ملتے رہتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قرآن کو پانی قرار دیتے ہوئے 31 اگست 1928ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’قرآن دنیا میں غلافوں میں رکھنے یا جھوٹی قسمیں کھانے کے لئے نہیں آیا بلکہ اس لئے آیا ہے کہ منبروں پر سنایا جائے، مناروں پر اس کی منادی کی جائے اور بازاروں میں اس کا وعظ کیا جائے۔ وہ اس لئے آیا ہے کہ پڑھا جائے اور سنایا جائے، پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے، پھر پڑھا جائے اور سنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا نام پانی رکھا ہے اور پانی جب پہاڑوں پر گرتا ہے تو ان میں بھی غاریں پیدا کر دیتا ہے۔ وہ نرم چیز ہے مگر گرتے گرتے سخت سے سخت پتھروں پر بھی نشان بنا دیتا ہے اور اگر جسمانی پانی اس قدر اثر رکھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا نازل کیا ہوا روحانی پانی دلوں پر اثر نہ کرے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے بار بار سنایا جائے اور اپنے عمل سے نیک نمونہ پیش کیا جائے۔

پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ دیوانہ وار نکلیں اور دنیا کو قرآن سے بہرہ ور کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔«

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 460)

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن سے سورۃ النحل کا مطالعہ جاری رہا۔ اس سورۃ میں روحانی اور مادی پانی کا ذکر مختلف مقامات پر ملتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس سورت کے تعارف میں تحریر فرمایا کہ

’’اسی طرح ہر قسم کے جانداروں کی بقا کے متعلق فرمایا کہ وہ آسمان سے اُترنے والے پانی ہی کے ذریعہ ہوتی ہے جس سے زمین سے سبزہ اگتا ہے اور ہر قسم کے درخت اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آسمانی پانی کا ایک پہلو وہ بھی ہے جسے وہ اَنعَام نہیں جانتے جو گھاس وغیرہ چرتے تو ہیں لیکن اس کی کُنہ کو نہیں سمجھتے۔ پس روحانی پانی سے جو زندگی اللہ کے رسول پاتے ہیں اور اس فیض کو آگے جاری کرتے ہیں اسے وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کی مثال قرآن کریم نے اَنعَام سے دی ہے بلکہ ان کو اَشَر قرار دیا ہے کہ ان کا تو جانداروں سے بھی بدتر حال ہے کیونکہ اَنعَام تو اس کو سمجھنے کی بھی اہلیت ہی نہیں رکھتے مگر یہ دین کو بظاہر سمجھنے کے باوجود پھر بھی اس کے فیض سے محروم رہتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے سمندر میں پائی جانے والی نعمتوں اور سمندر میں کھارے پانی میں پلنے والی مچھلیوں وغیرہ کا بھی ذکر فرمادیا جو کھارا پانی پیتی ہیں، اسی میں گزر بسر کرتی ہیں لیکن ان کے گوشت میں کھار کا کوئی ادنیٰ سا بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ اور اس طرف بھی توجہ دلائی کہ پانی کے ذریعہ اس بقا کے نظام کا انحصار ان پہاڑوں پر ہے جو بڑی مضبوطی سے زمین میں گڑے ہوتے ہیں۔ اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو سمندر سے شفاف پانی کے اٹھنے اور اس کے برسنے کا یہ نظام جاری رہ ہی نہیں سکتا تھا۔«

(قرآن کریم، اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 435)

چونکہ روحانی پانی سے وحی بھی مراد لی جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں پانی کے ذکر کے بعد شہد کی مکھی کا ذکر فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق پھولوں سے عرق کو نچوڑ کر جو شہد تیار کرتی ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا «فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ» کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ بعینہٖ جو وحی انبیاء پر ہوگی اس کے صلے میں جو روحانی قوم تیار ہوگی اس میں شفاء کا بہت بڑا پیغام موجود ہے۔ بالخصوص جو الہام ہمارے سب سے بڑے اور عظیم نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم کی صورت میں نازل ہوا۔ اس میں مومنوں کے لئے روحانی شفاء ہے۔ جو قرآن سے فیض پانے والوں کے لئے تاقیامت بطور شفاء کام کرتا رہے گا۔ اس لئے ہم میں ہر ایک کو روزانہ اس کی تلاوت معہ ترجمہ کرنی چاہیے۔ اگر کچھ تفسیر کو بھی زیر مطالعہ رکھیں اور اس کے معارف و حقائق پر غور کرتے رہیں تو شفاء کے بہت سے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

اس سورت میں چونکہ چرند پرند کا پانی پر انحصار کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق پانی کے استعمال کے ایک نئے معانی سامنے لائی ہے۔ آپ سمندروں اور پانی پر سفر کرنے والے آبی پرندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

«پھر یہی پرندے آبی پرندے بھی بنتے ہیں اور ڈوبتے نہیں حالانکہ ان کو اپنے وزن کی وجہ سے ڈوب جانا چاہئے تھا۔ نہ ڈوبنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم کے اوپر چھوٹے چھوٹے پَر ہوا کو سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں اور پَروں میں قید ہوا ان کو ڈوبنے سے بچاتی ہے۔ اور یہ خود بخود ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ضروری ہے کہ ان پَروں کے گرد کوئی ایسا چکنا مادہ ہو جو پانی کو پَروں میں جذب ہونے سے روکے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ پرندے سارے پَر اپنی چونچوں میں سے گزارتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت ان کے جسم میں سے اللہ تعالیٰ گریس (Grease) کی طرح کا وہ مادہ نکالتا ہے جسے پَروں پر ملنا لازمی ہے۔ وہ مادہ کیسے از خود پیدا ہوا اور ان کے منہ تک کیسے پہنچا اور ان پرندوں کو کیسے شعور ہوا کہ جسم تک پانی کے سرایت کرنے کو روکنا لازمی ہے ورنہ وہ ڈوب جائیں گے؟«

(قرآن کریم، اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 437)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں انسان کی تخلیق کا بھی ایک گدلے پانی سے ہونے کا ذکر کیا ہے۔جس میں سے نیک اور اللہ کے پیاروں پر وحی یعنی روحانی پانی کا نزول ہوتا ہے۔ اور بعض خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ (النحل:5) یعنی کھلے کھلے جھگڑالو بن کر معاشرے میں اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ وہ معاشرے کو ویسے ہی گدلا کرتے اور بنائے رکھتے ہیں جیسے وہ گدلے پانی سے پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل کے مختلف مقامات پر نظام حیات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک اہم بات آیت 66 میں بیان فرمائی گئی ہے اور وہ زندگی ہے جو پانی خواہ مادی ہو یا روحانی سے ملتی ہے۔ آسمان سے نازل ہونے والا پانی جب خشک صحراؤں اور بنجر زمینوں پر گرتا ہے تو وہاں بھی ہریالی جنم لیتی ہے باقی زرخیز زمینوں پر تو سرسبزی آ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح روحانی پانی بھی پتھر جیسے سخت دلوں پر بھی اثر کر جاتا ہے۔ اس لئے نیک صالح متقی پرہیز گاروں کی مصاحبت ضروری ہے۔

پھر فرماتا ہے کہ یہ پانی پینے کے بھی کام آتا ہے اور نبات کے بھی یعنی کھیتی کے زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل اس مادی پانی سے ہی نہ صرف زمین پر اُگتے بلکہ پنپتے، پھولتے اور پھلتے ہیں۔ حتی کہ کھارے پانی والے سمندر میں بھی اللہ تعالیٰ نے مچھلی اور دوسرے آبی جانور پیدا کئے۔ جو کھارے پانی میں رہنے کے باوجود کسی قسم کا کھار اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ انسانوں کے کام آتے ہیں۔ بلکہ اس پانی کے اتھاہ گہرائیوں میں موتیوں اور دیگر قیمتی جواہرات کو بطور زینت انسان اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پھر انہی پانیوں کو کشتیاں چیرتی ہوئی چلتی اور مسافروں اور سامان کو اِدھر اُدھر لے جاتی ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی جستجو میں انسان لگا رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت کے ساتھ پہاڑوں کا ذکر کر کے فرمادیا کہ ان کے درمیان جو نہریں اور دریا بہتے ہیں وہ راستے بناتے ہیں جس سے انسان ہدایت پاتا ہے۔

الغرض پانی ایک انسان کی مادی اور روحانی زندگی کے لئے لازم ملزوم ہے۔ اسی لئے تو اسلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک بلاتسلسل تمام انبیاء جو روحانی پانی ہیں کو ماننے اور ان سے فیض یاب ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔جس شخص یا جس امت نے اپنے دَور کے روحانی پانی کو جھٹلایا وہ تہس نہس ہوگئی اور جس نے اس پانی سے فائدہ اُٹھایا وہ زندہ تابندہ ہوگئی۔

آج بھی اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے توسط سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ صورت میں روحانی پانی نازل فرمایا ہے۔ جو اس سے فیض یاب ہوئے یا ہو رہے ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ بامراد رہے، بامراد رہ رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بامراد رہیں گے۔ ان کے روحانی چمن سرسبز و شاداب رہیں گے اور ان کی نسلیں آئندہ باغ احمدیت کی لہلہاتی کھیتیوں کی مانند دنیا میں پنپیں گی۔ ان شاء اللہ

حلیم خان شاہد۔ بھارت

دل کا برتن نیکیوں سے خالی نہ رہے

جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا ہے تو ایک حقیقی مسلمان یہ کوشش کرتا رہا کہ ہر جہت سے اس مبارک مہینے سے استفادہ حاصل ہو۔کیا ہماری یہ عبادت،استغفار اس مبارک مہینہ تک سمٹ کر رہ جائیں گی اور ہم نے جو نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کا آغاز کیا تھا وہ دھیمی پڑ جائیں گی؟ نہیں بلکہ ہم نے اس سلسلے میں اور کوشش کرنی ہے کیونکہ ہمارے پیارے خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوشش کرتے ہیں ان کے لئے ہم راستہ ہموار کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(العنکبوت:70)

اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اُنہیں اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

پس اس کوشش کو ہمیں جاری رکھنا ہے اور جو دل کے برتن کو ہم نے نیکیوں سے بھرا ہے اس کو کبھی خالی نہ ہونے دیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

’’پس یہ مغفرت اور بخشش کے دن تبھی ہمیں فائدہ دیں گے جب ہم ان دنوں کے فیض کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے۔ اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتے ہوئے استغفار سے اُن کا علاج کرتے رہیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حلقے میں رہیں۔ ورنہ جس طرح بعض بیماریاں انسانی جسم میں علاج کے باوجود مکمل طور پر ختم نہیں ہوتیں بلکہ ڈورمنٹ (Dormant) ہو جاتی ہیں یعنی بظاہر ان کے اثرات نہیں لگتے لیکن کسی وقت دوبارہ ایکٹو (Active) ہو کر وہ بیماریاں پھر اُبھر آتی ہیں۔ جب کوئی بیماری آئے، جسم کمزور ہو تو ایسی سوئی ہوئی بیماریاں پھر جاگ اٹھتی ہیں اور حملہ کرتی ہیں،اسی طرح انسان کی نفسانی، روحانی، اخلاق بیماریاں ہیں۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے حکموں پر مکمل چلنے کی کوشش نہ کرتا رہے، استغفار اور توبہ سے اپنی ان حالتوں کو، ان بیماریوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے دبائے نہ رکھے تو پھر یہ اپنے اثرات دکھا کر انسان کو پہلی حالت کی طرف لے جانے کی کوشش کرتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 19 ستمبر 2008ء)

پس اپنی کمزوریوں پر ہمیشہ نظر رکھتے ہوئے توبہ اور استغفار سے ان کا علاج کرتے رہنا ہو گا تا کہ ہم اللہ کے قریب تر ہوتے چلے جائیں اور ہمارا خدا تو وہ خدا ہے جو اپنے بندے سے بہت محبت کرنے والا ہے جیسا کہ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑے ہوئے جاتا ہوں۔‘‘

(مسلم کتاب الذکر والدعاء،باب فضل الذکر)

یہ ہے اسلام کا رحیم خدا لیکن انسان کمزور ہونے کی وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی بعض دفعہ برائیوں کی طرف گامزن ہو جاتا ہے اور پھر دل کا برتن نیکیوں سے خالی ہو جاتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارے میں خطبہ جمعہ 19/ ستمبر 2008ء میں فرماتے ہیں:۔

’’اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ بشری کمزوری کبھی ظاہر نہ ہو۔ انسان ہے، بشر ہے کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ شیطان ہر وقت حملے کی تاک میں ہے۔ جب انسان روحانی لحاظ سے کمزور ہوتا ہے تو شیطان فوراً حملہ کرتا ہے۔ اس لئے شیطان سے بچنا اسی وقت ممکن ہے جب مسلسل انسان استغفار کرتا رہے اور مسلسل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش میں رہے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کی حمایت اور نصرت کے حلقہ میں ایک انسان رہ سکتا ہے۔ ورنہ جیسا کہ ایک جگہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تو انسان کی رگوں میں خون کے ساتھ دوڑ رہا ہے جہاں کمزوری آئی شیطان نے حملہ کیا۔‘‘

ہمارے پیارے امام نے اپنے اس اقتباس میں اللہ تعالیٰ کی حمایت اور نصرت کے حلقے میں ایک انسان کو ہمیشہ رہنے کے لئے دو چیزوں کی ضرورت کا ذکر فرمایا:۔

1۔ مسلسل استغفار

2۔ مسلسل خدا تعالیٰ کی رضاء کے حصول کی کوشش

یہ اللہ کا محض فضل واحسان ہے کہ ماہِ رمضان میں اس نے استغفار اور خدا تعالیٰ کی رضاء کے حصول کا موقعہ دیا۔ یہ دونوں چیزیں آگے کس طرح قائم رہیں اس کے لئے اپنی روحانی قوت کے ساتھ ہمیں بہت کوشش کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو کہ یہ دو چیزیں اس اُمّت کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے، دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 348 جدید ایڈیشن)

رمضان میں ان دونوں چیزوں میں ہم نے جو قوت حاصل کی ہو اس حاصل کردہ قوت کو پھر پورے سال خدا تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، اس کے پاک مسیح موعودؑ اور اس کے خلفاء کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

استغفار

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

(النساء:111)

یعنی جو شخص (بھی) کوئی بدی کرے گا اور اپنے نفس پر ظلم کرے گا اس کے بعد اللہ سے معافی چاہے گا (تو) وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ وہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف بہت جلد راغب ہو جاتا ہے اور اس بشری کمزوری اور فطری تقاضے کی لپیٹ میں ایک عام آدمی تو آتا ہی ہے جو دنیاوی دھندوں میں پڑا ہوا ہے لیکن نیک لوگ بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے حتیٰ کہ انبیاء بھی اس کی زد میں آ سکتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ بخدا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں 70 مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ و استغفار کرتا ہوں‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات، باب استغفار النبیؐ فی الیوم واللّیلۃ)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 607، الحکم 18/ مئی 1908ء)

مندرجہ بالا قرآنی آیت، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’تو جب انبیاء کی یہ حالت ہو کہ وہ ہر وقت استغفار کرنے، ہر وقت اپنے رب سے اس کی حفاظت میں رہنے کی دعا کرتے ہیں تو پھر ایک عام آدمی کو کس قدر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سے جو روزانہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں غلطیاں ہوتی ہیں یا ہو سکتی ہیں ان سے بچنے کے لئے یا ان کے بد اثرات سے بچنے کے لئے استغفار کرے۔ اور اگر پہلے اس طرف توجہ ہو جائے تو بہت سی غلطیوں اور گناہوں سے انسان پہلے ہی بچ سکتا ہے۔ پس اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے مومن بندوں کی توبہ قبول کرنے، ان کی بخشش کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور قرآن کریم نے بیسیوں

جگہ مغفرت کے مضمون کا مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے۔ کہیں دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ تم یہ دعائیں مانگو تو بہت سی فطری اور بشری کمزوریوں سے بچ جاؤ گے۔ کہیں یہ ترغیب دلائی ہے کہ اس طرح بخشش طلب کرو تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ کہیں بشارت دے رہا ہے، کہیں وعدے کر رہا ہے کہ اس طرح میری بخشش طلب کرو تو اس دنیا کے گند سے بچائے جاؤ گے اور میری جنتوں کو حاصل کرنے والے بنو گے۔ کہیں یہ اظہار ہے کہ میں مغفرت طلب کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ غرض اگر انسان غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے پیار، محبت اور مغفرت کے سلوک پر اللہ تعالیٰ کا تمام عمر بھی شکر ادا کرتا رہے تو نہیں کرسکتا۔''

(خطبہ جمعہ 14/ مئی 2004ء)

پس یہ ہے وہ طریق جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی حمایت اور نصرت کے حلقے میں رہنے کے لئے ایک نیا موقعہ دیتا ہے کہ ہم بار بار اس رحیم خدا سے اپنی بخشش کا طلب گار ہوں۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تا کہ دن کے وقت کے گناہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے اور دن کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو۔

(مسلم کتاب التوبۃ باب قبول التوبۃ من الذنوب)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اگر تم صالح ہو تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 450)

اس لئے ہمیں اس رمضان کے بعد مسلسل استغفار کے ذریعہ اپنے دل کے برتن میں نیکیوں کو جمع کرنا ہوگا تا کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمایت اور نصرت کے حلقے میں رہتے چلے جائیں۔

خدا تعالیٰ کی رضاء کے حصول کی کوشش

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَہِیۡجُ فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٌ ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ

(الحدید:21)

ترجمہ:۔ اے لوگو! جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اُگنا زمیندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے مگر آخر تُو اس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے پھر اس کے بعد وہ گلا ہوا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں ایسے دنیاداروں کے لئے سخت عذاب مقرر ہے اور بعض کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے اور وَرلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا کام بتایئے جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ مجھے چاہنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی دنیاوی مال و متاع۔ اس کی خواہش چھوڑ دو۔ لوگوں کے مالوں کو حریص نظر سے نہ دیکھو۔ لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الزھد فی الدنیا حدیث 4102)

گویا خالص دنیاداروں کے لئے آخرت میں سخت عذاب مقرر ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور اس کی رضاء چاہتے ہوئے اس کے قرب پانے والے ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے تحت بعض لوگ اپنی بعض نیکیوں میں محنت اور کوشش کی وجہ سے اس کی رضاء حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''دنیوی امتحانوں کے لئے تیاری کرنے والے، راتوں کو دن بنا دینے والے طالب علموں کی محنت اور حالت کو ہم دیکھ کر رحم کھا سکتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ جس کا رحم اور فضل بے حد اور بے انت ہے اپنی طرف آنے والے کو ضائع کر دے گا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا''۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 161-162 مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان)

اس لئے رضاء الٰہی کے حصول کے لئے ہمیں بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس کے لئے دنیا سے بالکل ہی کٹ جائیں یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی دنیاوی نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ لیکن اللہ تعالیٰ یہ ضرور فرماتا ہے کہ ان دنیاوی چیزوں کے حصول میں اتنا نہ ڈوب جاؤ کہ تمہیں دینی فرائض اور اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کی طرف توجہ ہی نہ رہے۔''

(خطبہ جمعہ 5 مئی 2017ء)

پچانچہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش اور اس کے حصول کے تعلق سے اگر کوئی سُستی کرتا ہے تو پھر وہ خدا کے فیض سے دور رہتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

''بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپرواہی سے سُستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفید ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اس کو ڈھونڈھتا ہے''۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 566 حاشیہ نمبر 11)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے کوشش کی حالت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ مثال دی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''جو لوگ کوشش کرتے ہیں انجام کار رہنمائی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جس طرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا ہے بلکہ خود بھی فنا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ! ہماری مدد کر تو فضلِ الٰہی وارد نہیں ہوگا۔ اور بغیر امدادِ الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے''۔

(الحکم جلد 8 نمبر 38-39 مؤرخہ 10/17 نومبر 1904ء صفحہ 6 کالم نمبر 3)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''لیکن جو شخص کوشش ہی نہیں کرتا وہ کس طرح اس راہ کو پا سکتا ہے؟ خدا یابی اور حقیقی کامیابی اور نجات کا بھی یہی گر اور اصول ہے۔ انسان کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے سے تھکے نہیں۔ نہ درماندہ ہو اور نہ اس راہ میں کوئی کمزوری ظاہر کرے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ نمبر 181،182)

گویا خدا تعالیٰ کی مدد اور ہماری کوشش ہی ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کی رضاء کو حاصل کرنے کے لئے مُمِد اور معاون بنا سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے کا طریق کیا ہے۔ اس تعلق سے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھنے کی باتیں سنیں، دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ ہو اور اس کے حصول کے طریقے بھی سیکھیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا کریں۔'' (خطبہ جمعہ 6 جولائی 2012ء)

پس مندرجہ بالا ہدایت کی روشنی میں اس رمضان میں ہم نے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں براہ راست حضور انور سے سنی، وہ پروگرام جو ایم ٹی اے پے نشر ہوئے اور ہم نے دیکھے، وہ تقاریر و اقتباسات جو الفضل آن لائن لندن میں سے پڑھی، وہ

قرآنی آیات وحدیث جو الفضل انٹرنیشنل سے اخذ کئے یا پھر وہ روحانی خزائن جو اخبار بدر سے لئے ایسا ہی وہ بہترین مضامین جو الحکم میں شائع ہوئے اور ہم نے اس میں غوطے لگائے ان کو آگے بھی جاری رکھنے والے بنیں۔ اسی طرح حقوق اللہ کے تحت عبادات میں جو قدم آگے بڑھے اللہ کرے وہ قدم آگے بڑھتے چلے جائیں نیز حقوق العباد کے تحت جو غریبوں کی مدد، ہمسایوں کی خبر گیری، اپنے بھائیوں کے ساتھ وہ پیار بھری سحری وافطاری کا رنگ جو ہم نے اس وبائی مرض کے دنوں میں بھی بذریعہ آن لائن دیکھا اور ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ غرباء کے خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے مسیح آخر زمان کے رنگ میں رنگین ہوئے جس نے فرمایا تھا:

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

پھر حضور انور فرماتے ہیں:

''اللہ کرے ہم میں سے ہر ایک اس روح کو سمجھنے والا ہو اور ہماری کوششیں ہر آن آگے بڑھنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا عہد پورا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی طرف لے جا رہی ہوں۔ اپنے عہدوں میں کمزوری دکھا کر اور اپنی کوششوں میں کمی کر کے ہم کبھی اللہ تعالیٰ کے حضور شرمندہ نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا عہد نبھانے اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔''

(خطبہ جمعہ 3 ستمبر 2010ء)

اور یہ رنگ جو رمضان کے آمد کی وجہ سے ہمارے اوپر چڑھا ہے اس رنگ کو اترنے نہ دیں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے، استغفار کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے رمضان کے بعد بھی ان برکات سے فائدہ حاصل کرنے والے بنتے رہیں کیونکہ اگر کسی چیز میں ثباتِ قدمی نہیں تو عبودیت کا حق بھی ادا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''عبد بننے کی طرف توجہ اور ثباتِ قدمی کی طلب کے بعد پھر وہ کونسی اہم چیز ہے جو ایک مومن میں ہونی چاہئے۔''

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7، بحوالہ خطبہ جمعہ 26/ اگست 2011ء)

اس فقرہ کی تشریح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد کرتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

''اگر ہم نے نمازوں میں باقاعدگی صرف رمضان کی وجہ سے اختیار کی ہے اور بعد میں ہم نے پھُرست ہو جانا ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے جمعوں میں باقاعدگی صرف رمضان کے مہینے تک ہی رکھنی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے قرآن کریم کی تلاوت کو صرف رمضان کے لئے ہی ضروری سمجھا ہے اور بعد میں اس کی طرف توجہ نہیں دینی تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلنا نہیں ہے۔ اگر ہم نے درود اور ذکر کو صرف رمضان تک ہی محدود رکھنا ہے تو صرف یہ بات تو اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتا۔ اگر ہم نے اپنے اخلاق اور دوسری نیکی کی باتوں کو صرف رمضان تک ہی مجبوری سمجھ کر کرنا ہے تو یہ تو اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں چاہتا۔ رمضان تو ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر آتا ہے۔ رمضان تو اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرض کیا ہے کہ جن نیکیوں کو تم بجالا رہے ہو اس میں مزید ترقی کرو اور ہر آنے والا رمضان جب ختم ہو تو ہمیں عبادات اور نیکیوں کی نئی منزلوں اور بلندیوں پر پہنچانے والا ہو اور ہم پھر عبادتوں اور نیکیوں کے نئے اور بلند معیار قائم کرنے والے بن جائیں۔''

(خطبہ جمعہ 23 جون 2017ء)

اس لئے آپ نے یہ تاکیدی طور پر فرمایا کہ اپنے اعمال کو ہمیشہ مستقل مزاجی کے ساتھ بروئے کار لاتے رہو تا کہ رمضان کے بعد بھی سال بھر اس روحانی مائدہ سے ہم استفادہ حاصل کرتے رہیں تا کہ یہ طریق ساری زندگی کی سلامتی کا باعث بن جائے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''اصل میں ایک رمضان کو آپ سلامتی سے گزار لیں تو گویا اگلا سال سلامتی سے گزر گیا اور جب ہر دو رمضان کے درمیان سال سلامتی سے گزرے تو دوسرے معنوں میں ساری زندگی سلامتی سے گزر جائے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 1998ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو ڈھانکنے کی جو قوت عطا کی ہے، جن گناہوں کو دُور کرنے کی توفیق بخشی ہے، استغفار کرتے ہوئے اپنے دل کو ایک انسان نے گناہوں سے جو خالی کیا ہے تو فوری طور پر انہیں نیکیوں سے بھرنے کی کوشش کی جائے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی جائیں۔ ورنہ اگر دل کا برتن نیکیوں سے خالی رہا تو شیطان پھر اسے انہیں غلاظتوں سے دوبارہ بھر دے گا۔''

(خطبہ جمعہ 19 ستمبر 2008ء)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَآ أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَآ أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَآ أَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا أَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ أَحَدٌ مِّنْھُمْ أَوْ أَنْ یَّبْغِیَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ إِلٰهَ غَیْرُكَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

(جامع ترمذی أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ باب دعاء دفع الارق اللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ حدیث: ۳۵۲۳)

ترجمہ: اے اللہ! جو رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور ان کا بھی جن پر وہ سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اور جو رب ہے تمام زمینوں کا اور ان کا بھی جسے وہ (زمینیں) اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور جو رب ہے دکھ اور ایذا پہنچانے والوں کا اور ان کا بھی جسے یہ شیاطین گمراہ کرتے ہیں۔ (اے اللہ! مجھے) اپنی سب کی سب مخلوق کے شر سے بچا ئیو کہ اُن میں سے کوئی مجھ پر زیادتی کرے، یا سرکشی کرے۔ تیری پناہ مضبوط ہے اور تیری تعریف جلیل الشان۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ صرف تو ہی ایک معبود ہے۔

یہ سید و مولیٰ امام الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی لوگوں کے ظلم سے حفاظت میں رہنے کی جامع اور افضل دعا ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کرتے ہوئے کہا: اللہ کے رسول! میں رات بھر نیند نہ آنے کی وجہ سے سو نہیں پاتا ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو پڑھو: 'اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَآ أَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَآ أَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَآ أَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا أَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ أَحَدٌ مِّنْھُمْ أَوْ أَنْ یَّبْغِیَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ إِلٰهَ غَیْرُكَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ'

مرسلہ: مریم رحمٰن

رپورٹ: فہیم احمد خادم نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن گھانا

رپورٹ ورچوئل (Virtual) ملاقات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے وہاب آدم سٹوڈیو گھانا کے سٹاف اور رضا کاران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات مورخہ 20 مارچ 2021ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے گھانا میں قائم وہاب آدم سٹوڈیو کے کارکنان اور رضا کاران نے ڈائریکٹر مکرم عمر سفیر صاحب کے ہمراہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات کرنے کی سعادت پائی۔حضورِ انور نے اسلام آباد ٹلفورڈ اپنے دفتر سے ملاقات کی صدارت فرمائی جبکہ ممبران وہاب آدم سٹوڈیو بُستانِ احمد اکرا میں تھے۔یہ ملاقات 65 منٹ تک جاری رہی۔تمام ممبران کو اپنے اپنے شعبہ جات کے متعلق سیر حاصل گفتگو کا اور حضورِ انور سے راہنمائی لینے کا موقع ملا۔

دعا اور سلام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے ایم ٹی اے گھانا کے کوارڈینیٹر، حافظ اسماعیل ایڈوسئی صاحب سے فرمایا کہ آپ نے جو پیش کرنا ہے پیش کیجئے۔اس پر افریقہ میں قائم شدہ ایم ٹی اے کے 10 سٹوڈیوز پر تیار شدہ دستاویزی فلم حضور انور کو دکھائی گئی۔

اس کے بعد حافظ اسماعیل ایڈوسئی صاحب نے حضور انور کی اجازت سے وہاب آدم ایم ٹی اے گھانا کے متعلق تیار کی گئی ایک دستاویزی فلم دکھائی۔یہ دستاویزی فلم دکھانے کے بعد حضورِ انور کو وہاب آدم سٹوڈیو کا مواصلاتی دورہ کروایا گیا۔جب حضورِ انور کو استقبالیہ دکھایا گیا تو حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ وہاب آدم سٹوڈیو کا استقبالیہ تو ایم ٹی اے سٹوڈیو، یوکے استقبالیہ سے بھی اچھا ہے۔

حضور انور نے ایم ٹی اے سٹوڈیو کے رقبے کے متعلق بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور استفسار فرمایا کہ آیا یہ سارا رقبہ ایم ٹی اے کا ہے؟ملحقہ عمارت دیکھنے پر استفسار فرمایا کہ کیا یہ عمارت بھی جماعت کی ہے؟ اس پر حافظ اسماعیل ایڈوسئی صاحب نے عرض کی کہ یہ ان کی رہائش گاہ ہے جو ان کے والد الحاج ڈاکٹر یوسف احمد ایڈوسئی صاحب مرحوم کی ملکیت ہے۔

اس مواصلاتی دورے کے بعد حضورِ انور نے ایم ٹی اے گھانا وہاب آدم سٹوڈیو کے کارکنان اور رضا کاران سے بات چیت کی۔پروگرام تیار کرنے کے قائمقام انچارج عبد الخلیق صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے انہیں اس طرف توجہ دلائی کہ interactive پروگرامز زیادہ بنائے جائیں۔زیادہ سے زیادہ براہِ راست پروگرام بنائے جائیں کیونکہ لوگ ان میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔حضورِ انور نے مکرم مرزا صالح صاحب سے جو گرافکس ڈپارٹمنٹ سے ہیں فرمایا کہ fillers بہت سی افریقن زبانوں میں بنائے جائیں جیسے اشانٹی، فانٹی، گونجا، یوروبا، ہاؤسا، کریول وغیرہ۔

حضور نے مزید فرمایا کہ fillers قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پر مشتمل ہوں۔حضور پرنور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر خلفاء احمدیت کے فرمودات پر مشتمل ہوں۔

حضورِ انور نے MCR یعنی ٹرانسمیشن آپریٹر مکرم یعقوب بوابنگ صاحب سے فرمایا کہ ٹرانسمیشن بہت حساس حصہ ہے لہٰذا MCR آپریٹرز کو بہت توجہ اور احتیاط سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہیئں کیونکہ جو وہ پیش کریں گے لوگ وہی دیکھیں گے۔حضور انور نے 72 سالہ Mr. Affum صاحب کو نصیحت کی اپنا وقت اور مہارت ایم ٹی اے کے لئے رضا کارانہ طور پر استعمال کیا کریں اور جہاں کہیں بھی ان کی ضرورت ہو۔حضور انور نے پرمسرت لہجہ میں انہیں یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے ظاہری ڈیل ڈول سے اپنی عمر سے بہت چھوٹے لگتے ہیں۔

حضور انور نے مکرم عبد الصمد عیسیٰ صاحب جو کہ Real Talk Africa پروگرام چلاتے ہیں سے استفسار فرمایا کہ وہ کتنے پروگرام بنا چکے ہیں۔انہوں نے عرض کی کہ کورونا کہ وجہ سے کوئی پروگرام نہیں بنا سکے۔اس پر حضور انور نے یہ سنہری نصیحت فرمائی: کورونا کو کام نہ کرنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔Real Talk Africa کا پروگرام آن لائن بھی کیا جا سکتا ہے۔حضور انور نے یہی نصیحت Inspirational Africans کے پروڈیوسر مکرم عبد الرقیب صاحب کو بھی کی۔

حضور انور نے مکرم عبد المؤمن مسلم صاحب جو کہ Story Times with Kids کے پروڈیوسر ہیں سے فرمایا کہ جرمن سٹوڈیو نے بچوں کے لئے عمدہ پروگرام بنائے ہیں۔ایم ٹی اے گھانا کو وہ پروگرامز دیکھنے چاہیئں۔اور پھر اگر پسند کریں تو ان جیسے پروگرامز بنائیں یا پھر ان سے سوچ اخذ کر کے افریقن معاشرے کے حساب سے پروگرام بنائیں۔حضور نے فرمایا کہ آجکل میڈیا کی وجہ سے بچے بہت سی چیزوں کو جانتے ہیں۔چنانچہ ایسے پروگرام بنائے جائیں جو ان کے لئے علمی ہوں اور عصر حاضر کے مسائل پر بھی روشنی ڈالیں۔

مکرم حنیف پِپُوا صاحب جو کہ کماسی میں ایم ٹی اے گھانا کے نمائندہ ہیں اور اشانٹی ریجن کے ایجوکیشن یونٹ کے کارکن ہیں سے حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ریجن میں احمدی سکول کتنے ہیں اور بالخصوص سنٹرل مسجد کماسی کے قریب واقع احمدیہ سکول کے متعلق استفسار فرمایا۔حنیف پِپُوا صاحب نے بتایا کہ سکول تو ابھی بھی ہے مگر پڑھائی بہت اچھی نہیں۔اس سلسلہ میں بعض سرکاری افسران سے بھی رابطہ کیا گیا ہے تا کہ سکول میں مزید تعمیراتی کام کیا جائے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نئی تعمیر نہ کی جائے بلکہ نئی جگہ تلاش کر کے سکول وہاں منتقل کیا جائے۔

شیڈیول ٹیم سے مخاطب ہو کر حضورِ انور نے فرمایا کہ شیڈیول ٹیم کے پاس ہمیشہ ایک ایمرجنسی پلان بھی ہونا چاہیے۔تا کہ خدانخواستہ اگر پروگرامنگ ڈپارٹمنٹ کوئی پروگرام مہیا نہ کر سکے تو اس کا متبادل پروگرام موجود ہو۔

آخر پر حضور انور نے وہاب آدم سٹوڈیوز سے اپنی امید کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ وہاب آدم سٹوڈیو صرف گھانا کا ہی بہترین سٹوڈیو نہ ہو بلکہ پورے افریقہ بھر میں بہترین سٹوڈیو بنے۔

حضورِ انور سے سوال کیا گیا کہ نوجوانوں کو دنیاوی چینلز سے جن میں ENTERTAINMENT دی جاتی ہے سے دور لے جا کر اپنی طرف لائیں؟ حضورِ انور نے فرمایا کہ آجکل لوگوں کا رجحان مادیت کی طرف ہے۔چنانچہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ ان چینلز کی طرف توجہ کریں گے جن میں انہیں موسیقی اور رقص وغیرہ دیکھنے کو ملتا ہے جو ہم ایم ٹی اے پر نہیں دکھا سکتے۔تاہم ہمیں بعض اچھے اور جاذب پروگرامز بنانے چاہیئں تا کہ لوگ اس کی طرف کھنچیں۔آپ کو اس کے متعلق تحقیق کرنی چاہیے۔ایک سوالنامہ تیار کریں اور مختلف علاقوں میں تقسیم کریں، مختلف شہروں میں اور مختلف پسِ منظر رکھنے والے لوگوں میں تا کہ آپ جان سکیں کہ لوگ کس دینی اور حالاتِ حاضرہ کے پروگرامز میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جائزہ لیا جائے کہ کتنے گھانین ایم ٹی اے دیکھتے ہیں، وہ کون کون سے پروگرام دیکھتے ہیں۔اور یہ بھی جائزہ لیا جائے کہ مختلف علاقوں میں کون کون سے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔آخر پر ڈائریکٹر صاحب نے حضور انور سے اجازت چاہی کہ جن آپریٹرز کو بات کرنے کا موقع نہیں ملا وہ آگے آ کے بیٹھ جائیں اور حضور انور سے سلام عرض کر سکیں۔چنانچہ main کیمرہ مین بھی آئے، سلام عرض کیا اور یوں پروگرام کا اختتام ہوا۔الحمد للہ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن سیرالیون

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کا بابرکت انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین سیرالیون کو مورخہ 28 ؍مارچ 2021ء کو جلسہ یومِ مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ کا مقصد جامعہ کے طلباء کو 23 ؍مارچ کی اہمیت سے آگاہ کرنا اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور تعلیمات سے آگاہ کرنا تھا۔

جلسہ کا باقاعدہ آغاز مکرم مبارک احمد گھمن صاحب، پرنسپل جامعہ کی صدارت میں دن 12 ؍بجے جامعۃ المبشرین کے ہال میں تلاوت قرآنِ کریم اور ترجمہ سے ہوا جس کی سعادت عزیزم محمد ییرو کمارا کو حاصل ہوئی۔ عزیزم عثمان سیسے نے نظم حمد و ثناء اسی کو جو ذات جاودانی پیش کی۔

پروگرام کی پہلی تقریر عزیزم محمد جی کمارا نے کی جس کا عنوان حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی ضرورت اور اہمیت تھا۔

دوسری تقریر مکرم شیخ ظافر احمد اسامہ استاذ جامعہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انتھک محنت کی عادت پر کی۔ آپ نے حالات و واقعات کی روشنی میں آپؑ کی سیرت کے اس پہلو پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کے کس طرح تھوڑے وقت میں آپؑ نے 80 ؍سے زائد کتب، سینکڑوں اشتہارات اور ہزاروں خطوط لکھے اور ان کے جواب دئے۔

جامعہ کے طلباء کے ایک گروپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان پیش کیا جس کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی ترنم کے ساتھ پیش کیا گیا۔

تیسری تقریر مکرم سلیمان حمزہ کمارا صاحب استاذ جامعہ نے پیش کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کے چیمپئن‘‘ تھا۔ آپ نے حالات و واقعات کی روشنی میں بتایا کہ کس طرح آپؑ نے عیسائیت اور ہندوازم اور دیگر مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کا دفاع کیا اور اسے دوسرے ادیان پر غالب کیا۔

پروگرام کے اختتام پر مکرم پرنسپل صاحب نے طلبا کو بتایا کہ ان دنوں کے منانے کا مقصد خدا تعالیٰ کے افضال کو یاد کرنا اور آگے قدم بڑھانا ہے۔

دعا سے قبل طلباء کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا ختتام ہوا۔

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

شریک ہے۔‘‘ (یعنی جو بھی اپنے ایک عزیز کے بارے میں فرمایا)۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائیک کیا تھا تو جو لڑکے اس جماعت میں شامل تھے اُن کو میں نے حکم دیا تھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جاویں۔ چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اور اپنے کالج میں داخل ہو کر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہو گئے۔ (ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ 173-172۔ جدید ایڈیشن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس بارہ میں کیا وضاحت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہر ایک مسلمان کے لئے اطاعت اللہ و اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالفت فرمانِ الٰہی اور فرمانِ نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اُس کا ملک چھوڑ دے۔ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ صاف نصّ ہے۔ اولی الامر میں حکّام و سلطان اول ہیں اور علماء وحکماء دوم درجے پر ہیں‘‘۔
(البدر نمبر 8۔ جلد 9۔ 16؍دسمبر 1909ء۔ صفحہ 4 کالم 2)

اب بعض لوگ یہ بھی سوال اُٹھا دیتے ہیں کہ کشمیریوں کے حق میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو جلسہ اور جلوس کیا تھا اور اُس کی اجازت دی تھی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جو طریق تھا یہ بھی وہی طریق ہے جو آج کل حکومت کے خلاف بغاوت ہے اور اس لئے جائز ہے۔ حالانکہ یہ ایک باہر کی آواز تھی۔ جلوس اور جلسے اُن کے حقوق دلوانے کے لئے تھے۔ کوئی لڑائی نہیں تھی۔ کوئی توڑ پھوڑ نہیں تھی۔ حکومت کو توجہ دلائی گئی تھی کہ کشمیریوں کے جو حقوق غصب کئے جا رہے ہیں وہ دیئے جائیں۔ اُن کی جائیدادیں اُن کے نام برائے نام ہیں، اور ساری جائیداد کی جو آمد ہے وہ راجہ کے پاس چلی جاتی ہے تو اُن حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی تھی کہ اُن کے حقوق اُن کو دلوائے جائیں۔ بہر حال حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 1929ء میں 29 نومبر کی ہڑتال کے متعلق دریافت کیا گیا کہ احمدیوں کا اِس کے متعلق کیا رویہ ہونا چاہئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ’’ہڑتال میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں، جلسے اور جلوس وغیرہ میں شامل ہو جانا چاہئے‘‘۔ حقوق کے لئے جہاں تک جلسے جلوس کا تعلق ہے ٹھیک ہے کیونکہ اس کی حکومت نے ایک حد تک اجازت دی ہوئی ہے۔ لیکن ہڑتال اور دکانیں بند اور توڑ پھوڑ، یہ چیزیں جائز نہیں۔ پھر ’’ایک صاحب نے کہا کہ شہروں میں احمدیوں کی دکانیں چونکہ بہت کم ہوتی ہیں اس لئے اگر وہ کھلی رہیں تو حملہ کا خطرہ ہوتا ہے اور لوگ ڈنڈے سے بند کرواتے ہیں‘‘۔ اس پر فرمایا کہ ’’اگر ڈنڈے سے کوئی بند کرائے تو کر دی جائے اور پولیس میں جا کر اطلاع دے دی جائے کہ ہم دکان کھولنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں فلاں آدمی نہیں کھولنے دیتے۔ اگر پولیس حفاظت کا ذمہ لے تو کھول دی جائے ورنہ نہ سہی‘‘۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا ہڑتال قانوناً ممنوع ہے؟ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ ’’قانون کا سوال نہیں۔ یہ یوں بھی ایک فضول چیز ہے جس سے گاہک اور دکاندار دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اب 29 تاریخ کو جو مسلمان باہر سے لاہور یا اپنے قریبی شہروں میں سودا وغیرہ خریدنے جائیں گے وہ مجبوراً ہندوؤں کی دکانوں سے سودا خریدیں گے (کیونکہ مسلمانوں نے ہڑتال کی ہوئی ہے) جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ (ماخوذ از اخبار الفضل قادیان مؤرخہ 10؍دسمبر 1929ء نمبر 47 جلد 17 صفحہ 6 کالم 1)

(خطبہ جمعہ یکم اپریل 2011ء)

طلوع وغروب آفتاب

21 اپریل 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	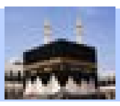	04:37	18:42
مدینہ منورہ	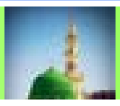	04:33	18:47
قادیان	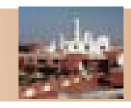	04:27	19:02
ربوہ		04:07	18:41
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:26	20:09